





Mahnama\Bitmap in  
Graphic1.gif not

5	پہلی بات	بیگ احساس	اداریہ
7	ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور		نقوش زور
9	بے آگن کی ہیر..... امرتا پریتم	خالد حسین	انٹرویو
15	پتنگ باز	خالد حسینی / علی ظہیر	ناول
26	رام بابو سکسینہ: تقریر اور نامزدگی کے تناظر میں	معین الدین شاہین	مضامین
31	کتاب نورس میں چاند بی بی	سید دستگیر پاشا دولت کوٹی	
36	”علماء عہد مغلیہ کی حیثیت اور حادثہ سرمد“	شاہد نوخیز اعظمی	
43	قدیر زمان	حسن ناصر کا حوالہ	
47	تہی دامان ہی جاتے ہیں	پروین شیر	
49	☆ غزلیں: ☆ مظفر حقی ☆ مصطفیٰ شہاب ☆ محسن جلاگ ٹوٹی ☆ مسعود جعفری ☆ ☆ نادرا مسدوسی ☆ نادرا سلوٹی ☆ نثار احمد کلیم ☆ رفیق جعفر ☆ نظمیں: ☆ مزاج پری ☆ مصطفیٰ شہاب ☆ کشاکش ☆ مسعود جعفری ☆ نثری نظمیں: عطیہ فاطمہ		شاعری
55	بستی کی ایک اداس صبح	فیروز عابد	افسانے
58	کاغذ پر چپکا وقت	نسیم بن آسی	
61	نورا اُستاد حافظ روبرو صحبت	نسیم محمد جان	
63	چیدہ چیدہ آدمی / فریدہ زین ”جہان رنگ و بو“ کے دائرے میں	اشرف رفیع / سید حسام الدین	مطالعے
67	”دعا زمین“ / پروین کماراٹک :: تبصرہ: امجد اسلام امجد ”مثنوی: تجھ عاشقان“ / پروفیسر شریف النساء :: تبصرہ: ڈاکٹر راحت سلطانہ ”تھیلی“ / ناصر ملک :: تبصرہ: خورشید حیات		نقد و نظر
73	☆ پی پی سر پواتورنڈ ☆ پروین کماراٹک ☆ خدیجہ زبیر احمد ☆ نور السعید اختر ☆ ☆ رؤف خیر ☆ مصطفیٰ شہاب ☆ صابر علی سیوانی ☆ عبدالغفار ٹیکل ☆ جیلانی بابو ☆ راشد آزر ☆ وسیم عباس ☆ میر عنایت علی خاں		کیا وہ لکھیں گے جواب میں



## پہلی بات

رمضان المبارک کی آمد کے ساتھ ہی شہر کا نقشہ بدل جاتا ہے۔ مذہبی اعتبار سے رمضان المبارک کی جواہریت ہے اس سے ہم سب واقف ہیں۔ ہر ملک اور ہر شہر میں رمضان المبارک کا استقبال کیا جاتا ہے، لیکن حیدرآباد میں رمضان المبارک ایک تہذیبی جشن کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ ایک طرف مسجدوں میں نمازیوں کا ہجوم تلاوت قرآن کرتے ہوئے نوجوان اور بزرگ مساجد میں تراویح سواپارے سے لے کر تین پارے پانچ پارے دس پارے اور ایک شمی شبینہ تک کارواج ہے۔ مذہبی فرائض بڑی پابندی اور تندی سے انجام دیے جاتے ہیں۔

دوسری طرف شہر کی رونق میں اچانک اضافہ ہو جاتا ہے۔ چاند رات سے ہوٹلوں کے آگے لال مٹی کے چبوترے جن میں دیکھیں لگی ہوتی ہیں ہر طرف نظر آتی ہیں۔ حیدرآباد میں ایرانی حلیم کو مدینہ ہوٹل کے حسین ضابط نے متعارف کروایا تھا۔ یہ حلیم اتنی مشہور تھی کہ لوگ اس کی خاطر مردہ منورہ کی مسجد میں مغرب کی نماز ادا کرتے اور جیسے تیسے سنتیں پڑھ کر سیدھے مدینہ ہوٹل کا رخ کرتے اور بے پناہ ہجوم میں حلیم حاصل کرنے کی تگ و دو میں شامل ہو جاتے۔ یہ حلیم مخصوص مقدار میں تیار کی جاتی تھی جو گھنٹہ بھر میں ختم ہو جایا کرتی تھی۔ اکثر لوگوں کو ما یوس لوٹا پڑتا۔ دھیرے دھیرے حلیم نے ایسی مقبولیت حاصل کی کہ اب اس کی بین الاقوامی مارکٹ ہو گئی ہے۔ بعض ہوٹلوں کی شاخیں شہر بھر میں پھیلی ہوئی ہیں ایک ہوٹل کے 201 آؤٹ لیٹ ہیں۔ حلیم دوسرے ممالک کو بھی اکسپورٹ کی جا رہی ہے۔ حلیم بلا لحاظ مذہب و ملت بڑے شوق سے کھائی جاتی ہے۔ ایک انگریزی میگزین کے سروے کے مطابق اس سال شروان کا مہینہ رمضان میں آنے کی وجہ سے غیر مسلم بھائیوں نے حلیم نہیں کھائی اس طرح چالیس فی صد کم فروخت ہوئی۔ پھلوں کی بھی بے پناہ بکری ہوتی ہے۔ رمضان میں پھلوں کے دام دو گنے کر دیے جاتے ہیں لیکن اس کی فروخت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ مسلم اکثریتی آبادی کے علاقے میں چار پہیوں کے ٹھیلوں میں پھل فروخت کیے جاتے ہیں۔ افطار سے قبل سڑکوں پر بے پناہ ہجوم ہو جاتا ہے۔

عید الفطر پر ہر مسلمان نئے کپڑے بنواتا ہے۔ سب سے زیادہ رش افضل گنج کے پل کے بعد سے چار مینار تک ہوتا ہے لیکن اب صورت حال بدل گئی ہے۔ دل سکھ نگر سلطان بازار بڑی چوڑی عابڈس ملے پلی، بشیر باغ، بیگم پیٹ، مہدی پنٹم، ٹولی چوکی، امیر پیٹ اور بنجارہ ہلز تک کپڑوں کی خریداری کی جا رہی ہے۔ مسلم اور غیر مسلم بیوپاریوں کا کروڑوں کا کاروبار ہوتا ہے۔ جیسے جیسے عید قریب آتی جاتی ہے ریڈی میڈ شاپس میں ہجوم بڑھتا جاتا ہے۔ درزیوں کو اتنا کام ملتا ہے کہ رمضان شروع ہونے کے ایک ہفتہ بعد سے وہ انکار شروع کر دیتے ہیں۔ رمضان المبارک وہ واحد موقع ہے جس میں توقع سے زیادہ کاروبار ہوتا ہے۔ بزنس کرنے والوں کو اپنے منہ سے

انکار کرنا پڑتا ہے۔

ہینئر کٹنگ سیلون پر اتنا ہجوم ہوتا ہے کہ کھڑے کھڑے جاموں کے پیرسوج جاتے ہیں۔ وہ رات رات بھر اصلاح بناتے ہیں۔ جوتوں کی دکانوں میں تل دھرنے کی جگہ نہیں ہوتی۔ زیر جاموں اور پاتا بوں کے دکانوں پر عید سے ایک دن قبل تک ہجوم رہتا۔ آخری دنوں میں رات بھر بازار کھلا رہتا ہے۔

اکثر نوجوان پانچ پارے یادس پاروں والی تراویح پڑھ کر خود کو آزاد سمجھتے ہیں اور بازاروں کی رونق کا حصہ بن جاتے ہیں۔ شادی خانوں میں تراویح کا انتظام کیا جاتا ہے۔

سیویاں، سوکھا میوہ کی دکانوں پر بھی کم ہجوم نہیں ہوتا۔ گھروں میں ہاتھ کی سیویاں بنائی جاتی ہیں جو کسی صنعت سے کم نہیں۔ زکوٰۃ کی ساڑھیاں الگ سے تیار کی جاتی ہیں اور بعض صاحب خیر حضرات ہزاروں کی تعداد میں ساڑھیاں تقسیم کرتے ہیں اور محلوں میں ہجوم لگاتے ہیں۔

سیاسی و مذہبی افطار پارٹیاں ہوتی ہیں جہاں معززین اور متوسط طبقے کے لوگ ڈسپلین شکنی کا مظاہرہ کر کے افطار اور کھانے پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ کچھ حضرات مسلسل ایک مہینہ کسی مسجد یا شادی خانے میں افطار و سحر کرواتے ہیں۔ مساجد میں بے پناہ افطاری بھیجی جاتی ہے۔ اکثر تھری اسٹار ہوٹلیں رات کے سات بجے سے 11 بجے تک بھٹ ڈنر کا بھی اہتمام کرتے ہیں۔

عورتوں کی خریداری کا ایک الگ انداز ہوتا ہے۔ لاڈ بازار میں مردوں کا داخلہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لاڈ بازار کے علاوہ بڑی چاؤڑی اور ملک پیٹھ پر چوڑیوں کی بڑی بڑی دکانیں ہیں۔ چاند رات کو دودھ فروخت کرنے کے مراکز قائم ہو جاتے ہیں۔ حیدرآباد کے اردو اخبارات کو بے پناہ اشتہارات دیئے جاتے ہیں۔ بعض اخبارات بزنس سپلیمنٹ بھی شائع کرتے ہیں۔ بعض اخبارات رمضان کے احترام میں فلمی صفحہ شائع نہیں کرتے۔

پریس کا کاروبار بڑھ جاتا ہے۔ طرح طرح کے نظام الاوقات دینی مدارس کی ایپس شائع کی جاتی ہیں۔ ان کے علاوہ دعاؤں کی کتابیں بھی چھاپی جاتی ہیں۔ عارضی کاروبار کرنے والوں کی بھی کمائی ہو جاتی ہے۔ پینٹروں اور پوسٹرس بنانے والوں کا کاروبار بھی زوروں پر چلتا ہے۔ اس کے علاوہ ڈرائی کلیئرس، دھوئی برقی قمقمے اور خوشبوؤں کا کاروبار کرنے والے سبھی کو اتنا مل جاتا ہے کہ اگلے کئی ماہ تک وہ چین کی زندگی بسر کر سکیں۔

اس تہذیبی جشن کی تفصیلات پورے ایک تفصیلی مضمون کی منتقاضی ہے۔ ہم صرف اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں کہ حیدرآباد کی یہ انفرادیت ہے کہ رمضان المبارک میں جو جشن کی فضا بنتی ہے اور جس طرح ہر مذہب والا نوازاجاتا ہے اس کی کوئی دوسری مثال دنیا بھر میں نہیں ملتی۔

بیت (احساس)

## نقوش زور

سلطان محمود کی تخت نشینی کا زمانہ ایک ایسا درمیانی زمانہ ہے جس میں ایک طرف تو عربوں اور عربیت کی رہی سہی عظمت ایرانیوں کے دل و دماغ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کافور ہو جاتی ہے اور دوسری طرف ایرانی قومیت کی بزرگداشت کا خیال اور فارسی زبان کی قدر و منزلت ہر شخص کے دل میں خواہ وہ ترک ہو یا افغانی برقی رو کی طرح دوڑ جاتی ہے۔

یہ وہ زمانہ تھا جب کہ مسلمانوں کی ذہنیت میں ایک زبردست انقلاب طوفانی رفتار اور سیلابی تندریوں کیساتھ پیدا ہوتا جا رہا تھا۔ اسلامی معتقدات کی گرما گرمی فرقہ جاتی اور مقامی اثرات کی سہرو مہریوں میں پناہ لینے لگی تھی خلیفہ کا دربار اور دار الخلافت کے درو دیوار متفرق علوم و فنون کے گہوارے بنے ہوئے تھے چوں کہ اسلام کے فتح مند پرچم بجائے نئی نئی فضاؤں میں لہرانے کے فتوحات ماضیہ کی یادگار میں چند خاص میدانوں میں بہ طور تبرک کے کھڑے کر دیئے گئے تھے، مسلمان علماء و فضلا غیر مسلموں کے لیے تبلیغ اسلام اور درس و تدریس میں مشغول رہنے کی جگہ آپس میں ایک دوسرے کی بساط فہم و لیاقت کی آزمائش میں سرگرم تھے اور بجائے قرآن و حدیث کی تعلیم و تلقین کے فلاطون و ارسطو کی کتابوں کے ترجمے اور ان پر بحث مباحثہ کرنے میں اپنا وقت صرف کرتے تھے اس کا نتیجہ نہایت مضر ہوا یعنی اسلامی اتحاد و یگانگت حرف غلط کی طرح محو کر دیا گیا۔ عام مسلمانوں کے دلوں میں اسلام کے تقدس کا وہ خیال باقی نہ رہا جو پہلی صدیوں میں تھا اگرچہ مسلمان بہ ظاہر اسلام کے تمام ارکان کی شدت کے ساتھ پابندی کرتے تھے لیکن ان کے دل میں وہ جوش باقی نہ رہا تھا۔ جس کی باعث انھوں نے بہت جلد ایران کی جملہ مقبوضات کے علاوہ مصر اور اندلس میں اسلام کے جھنڈے گاڑ دیے تھے۔

سید محی الدین قادری زور

(رسالہ ”تجلی“ اکتوبر ۱۹۲۷ء)

اگست ۲۰۱۱ء

⑦

Document  
and

